اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجتماعی اجتہاد کے لئے فقہی مجالس

مذاکروں، سیمیناروں اور کانفرنسوں کی ضرورت و اہمیت

اسلام دینِ کامل ہے اور قرآنِ کریم رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لئے ان کے خالق و مالک کی طرف سے عطا کیا جانے والا احکام کا جدید ترین مجموعہ (Latest Version) ہے۔ قرآنِ کریم کی اولین شرح وتفسیر احادیث مبارکہ ہیں۔ اللہ رب العزت نے قیامت تک آنے والے انسانوں کی رہنمائی کے لئے قرآنِ کریم کو کامیاب زندگی گزارنے کے رہنما اصولوں کی کتاب کے طور پر نازل کیا ہے۔ معاشرتی ترقی کے اعتبار سے آنے والا ہر دور اپنے ساتھ نئے مسائل لاتا ہے اور قرآنِ کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ "تبیاناً لکل شیء" (یعنی ہر چیز کو بیان کرنے والا) ہے۔ چنانچہ انسانی زندگی سے متعلق نئے ادوار کے نئے مسائل و سوالات کا جواب بھی قرآن کو دینا ہے کیونکہ یہ رہتی دنیا تک کے لوگوں کے لئے شرعۃً ومنہاجاً ہے۔ اصول وکلیات کی یہ جامع کتاب اپنے اندر وہ سب کچھ سموئے ہوئے ہے جس کی کسی بھی دور کے انسانوں کو ضرورت پیش آسکتی ہے۔ اب یہ کام ہر دور کے انسانوں کا ہے کہ وہ اپنے اندر سے ذہین انسانوں کا ایک ایسا گروہ تیار کریں جو قرآنِ کریم کا مطالعہ کرنے اور اس کی وسعتوں میں جھانک کر اپنے مسائل کا حل تلاش کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ قرآن نے خود اس طرف ان الفاظ میں رہنمائی کی ہے۔

فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ..........

(کیوں نہ نکلیں ہر قبیلہ سے چند آدمی تاکہ دین میں سمجھ بوجھ اور بصیرت حاصل کریں)۔

ماضی میں ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صورت میں انسانوں کا ایک گروہ ہر دور میں پیدا ہوا جس نے نہایت عرق ریزی سے قرآنِ کریم کا مطالعہ کر کے اس سے قواعد وعلل کا استخراج کیا اور سنت نبوی میں غور وفکر کر کے تنقیح مناط کا فریضہ انجام دیا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ فقہ اسلامی زمانے کے تغیرات کے باوصف رہنما شریعت کے طور پر زندہ ہے۔ گزشتہ چودہ صدیوں میں ہر صدی کے اندر جلیل القدر فقہاء پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے اپنے دور اور اپنی اپنی صدی کے جدید مسائل کا حل قرآن و

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

سنت سے پیش کیا اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ لوگوں کو شکایت پیدا ہوئی ہو کہ ان کے مسائل یونہی دھرے کے دھرے رہ گئے اور کوئی حل بتانے والا نہ ملا۔ یہ خدائی نظام ہے کہ شریعت مصطفوی کو تاحیات نافذ رکھنے کیلئے اللہ تبارک تعالیٰ ہر دور میں ایسے افراد پیدا کرتا رہے گا جو لوگوں کی نئی ضروریات، اور نئے تقاضوں کے مطابق شریعت سے ان کی رہنمائی کرتے رہیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

"ان اللہ یبعث علیٰ رأس کل مائة سنة من یجدد لھا امر دینھا ...."

(کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سرے پر ایسے افراد بھیجتا رہیگا جو تجدید دین کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے)

گزشتہ ادوار میں اہل علم و بصیرت کا یہ معمول رہا کہ وہ جدید فقہی مسائل پر کوئی رائے قائم کرتے وقت اپنے معاصرین سے رجوع کرتے اور فقہی مسائل کے حل کے لئے ان کے مابین علمی مجالس منعقد ہوتیں، اگرچہ ان علمی مجالس کا بظاہر کوئی معروف نام نہ رہا ہو تاہم عملاً ایسی مجالس کا انعقاد اور ان میں زیر بحث مسائل کا تذکرہ کتب فقہ و تاریخ الفقہ میں موجود ہے۔

خود اصحابِ رسول بھی فقہی مسائل کے سلسلہ میں باہم مشاورت کرتے تھے۔ تاریخ الفقہ کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ الناطق بالوحی والصواب سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جیسے وزیر رسول و امیر المؤمنین نے حضرت زید بن ثابت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور دیگر اصحاب سے فقہی مسائل میں مشاورت اختیار فرمائی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے فقہی مشاورت اپنائی۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (شاگردِ رشید حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) نے تو آثار میں بڑے واضح الفاظ میں یہ فرمایا کہ:

"............ کان سنة من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتذاکرون الفقہ بینھم، علی، ابی (بن کعب) ابو موسیٰ علیحدة و عمر و زید، و ابن مسعود علیحدہ......"

(یعنی اصحاب رسول کا یہ دستور رہا کہ وہ فقہی مسائل پر باہم مشاورت، مذاکرہ کرتے تھے اور حضرت علی، حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کی الگ ایک فقہی مجلس تھی اور حضرت عمر، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی الگ)

تہذیب التہذیب میں علامہ ابن حجر عسقلانی نے حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ مدینہ منورہ میں سات فقہاءِ صحابہ کی ایک مجلس فقہی قائم تھی جو پیش آمدہ فقہی مسائل پر باہم تبادلۂ خیال و مباحثہ کے بعد حل مسائل تجویز کرتی تھی۔ حتیٰ کہ عدلیہ میں قاضیٔ وقت کو کسی مسئلہ کی وضاحت کی ضرورت پیش آتی تو وہ اس مجلس سے رجوع کرتا اور اپنے فیصلوں میں اس فقہی مجلس کی رائے کو مقدم رکھتا۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

تہذیب التہذیب کے الفاظ ہیں:

"عن ابن مبارک کان فقهاء اهل المدينة سبعة و کانوا اذا جاء تهم المسئلة دخلوا فيها جميعا فنظروا فيها.........."

(یعنی ابن مبارک کہتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سات فقہاء تھے جب ان میں سے کسی کے سامنے کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو یہ سب کے سب اس پر غور کرتے اور کوئی رائے قائم فرماتے)

ائمہ فقہ میں اصحابِ رسول کے اس طرزِ مشاورت و مذاکرۂ علمی کو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا اور اپنے شاگردوں میں سے ایسے چالیس ذہین و فطین تلامذہ کا انتخاب کر کے ایک فقہی مجلس قائم فرمائی جو اس فن کے ماہر و امام کہلانے کے بجا طور پر مستحق ہیں۔ عمدۃ الرعایہ میں علامہ عبدالحئی فرنگی محلی نے اس فقہی مجلس مشاورت و مذاکرہ کا ذکر بڑے اعجاب سے کیا ہے اور ان میں سے بعض کے علمی مرتبہ و مقام پر گفتگو کی ہے۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ موجودہ دور کے احوال اور تیز رفتاری سے بدلتے ہوئے سماجی، اقتصادی، معاشی و معاشرتی معاملات و مسائل کے پیش نظر علمائے کرام اور مفتیانِ عظام انفرادی فتاویٰ اور ذاتی آراء کے اصدار کی بجائے ''اجتماعی اجتہاد'' کے طریقہ کو اپنائیں تو اختلاف و مخالفت کے حوالہ سے علماء کے بارے میں پھیلائی جانے والی نفرتوں کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ مشاورت و مذاکرہ کو فروغ دیا جائے، علمی مجالس سیمینارز اور فقہی کانفرنسوں کا انعقاد کیا جائے اور جدید پیش آمدہ مسائل پر دو بدو بیٹھ کر گفت و شنید کا سلسلہ شروع کیا جائے تو بہت سے مسائل بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ طے ہو سکتے ہیں۔

ہم نے اسکالرز اکیڈمی کے زیر اہتمام فقہی مجالس کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا، الحمدللہ العزیز اس کے نتیجہ میں بعض اہم مسائل پر علماء کے مابین مذاکرہ کا عمل تیز ہوا، خوشبویات (پرفیومز) اور ادویات میں الکحل کے استعمال کے حوالہ سے ہونے والی فقہی نشستوں میں علمی گفتگو اور اس کے نتائج کو ہم نے شائع کیا، اس پر بعض اہل علم نے کچھ اشکالات پیش کئے، زیر نظر شمارہ (مجلّہ فقہ اسلامی) میں مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب کا ایک مبسوط علمی مقالہ۔ تحقیق مزید۔ کے عنوان سے اسی مسئلہ پر پیش خدمت ہے۔ اسی طرح روزے کی حالت میں آنکھ میں سرمہ یا دواء ڈالنے سے روزے کے فاسد ہونے یا نہ ہونے پر ایک تحریری علمی مذاکرہ نے فکر اور سوچ کی نئی راہیں کھولیں اور ایک خوبصورت علمی محاکمہ نے اس امر کا فیصلہ کر دیا کہ روزہ کی حالت میں آنکھ میں سرمہ یا دواء کا استعمال مفطرِ صوم نہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

مذکورہ بالا علمی مذاکروں کے نتائج مثمرہ کے پیش نظر ہم ایک بار پھر یہ عرض کریں گے کہ اہم نوعیت کے جدید فقہی مسائل پر مختلف مدارس، دارالافتاء یا مفتیانِ کرام کو اپنی اپنی انفرادی تحقیقات کو شائع اور عام کرنے کی بجائے ان پر معاصر علماء سے تصدیقات و تصویبات حاصل کر کے اور فقہی نشستوں، مجالس مذاکرہ، سیمینارز اور پھر بڑی فقہی کانفرنسوں کا انعقاد کر کے اتفاقِ رائے سے مسائل کا حل پیش کرنے کو ترجیح دینی چاہئے تاکہ علماء کرام کے بارے میں ہر عام و خاص کی جو یہ رائے بنتی جا رہی ہے یا بنائی جا رہی ہے کہ کوئی عالم کچھ کہتا ہے کوئی کچھ" اس کا ازالہ بھی ہو سکے اور اہل علم کے مابین صحت مندانہ تبادلۂ آراء اور مثبت غور و فکر کا رجحان بھی پیدا ہو۔ فقہی نشستوں اور علمی سیمینارز اور کانفرنسوں کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ اس سے دینی مدارس اور سرکاری جامعات میں زیر تعلیم منتہی طلبہ اور نوجوان علماء کی تربیت ہو سکے گی۔ ہم نے اس سلسلہ میں کچھ عرصہ قبل کراچی سے فقہی نشستوں کا آغاز کیا تھا جسے اب ملکی سطح تک پھیلایا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ العزیز عنقریب ملک کے چار بڑے شہروں اسلام آباد، لاہور، فیصل آباد اور ملتان میں فقہی سیمینار ہوں گے جن میں فقہ اسلامی کی تشکیل جدید اور اجتماعی اجتہاد کے حوالہ سے ذہن سازی کے کام کا آغاز ہوگا اور پھر مقامی طور پر فقہی نشستوں کا سلسلہ جاری کیا جائے گا۔

کراچی میں المجلس الفقہی الاسلامی" کے قیام کے اعلان کے بعد ہم نے فقہی نشستوں کے انعقاد کا کام امیر المجلس پر چھوڑ دیا تھا مگر معلوم ہوا کہ سال بھر سے "چندہ جمعی" ہو رہی ہے اور کسی ایک بھی مسئلہ پر نہ تو دلجمعی سے لکھا جا سکا اور نہ کسی فقہی نشست، مذاکرہ یا سیمینار کا اہتمام ہوا۔

چنانچہ ہم بغیر چندہ کے پھر سے بندوں کو جمع کرنے اور فقہی مشاورت کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ ہماری آئندہ (پہلی) نشست میں "گولڈن کی اسکیم" اور چینل لنکس (Channel Links) جیسی نئی مالیاتی اسکیموں پر غور کیا جائے گا، جن کا ایک تعارف شمارہ ہذا میں الگ سے استفتاء کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اہل علم سے گزارش ہے کہ وہ اس استفتاء کا جواب ارسال فرمائیں تاکہ اس پر تقریری و تحریری دونوں طرح کا علمی مذاکرہ ہو سکے۔"

آخر میں ہم ان علمائے کرام کے شکر گزار ہیں جو مجلہ فقہ اسلامی کے ساتھ علمی و قلمی تعاون فرماتے ہیں۔ نوجوان علماء سے گزارش ہے کہ وہ مجلہ فقہ اسلامی کے فقہی سیمینارز کو بڑے شہروں میں آرگنائز کرنے کے سلسلہ میں تعاون فرمائیں۔

نور احمد شاہتاز

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆